لخت لخت

محترم الحاج محمد حسین چغتائی مدظلہ؛

جنگ عظیم دوم کے آغاز سے قبل

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

کے خطاب کا ایک اقتباس

وہ زمانہ آگیا ہے جس کا انتظار تھا۔ نگاہ اٹھاؤ اور دیکھو کہ جنگِ عظیم گھنگھور گھٹاؤں کی طرح سروں پر منڈلا رہی ہے نہ جانے کب جل تھل ہو۔ غیب کا علم تو اللہ کو ہے، وہی علام الغیوب ہے۔ لیکن مشیت ایزدی نے ظالموں کا یوم حساب قریب کر دیا ہے۔ جنگ ہو گی ضرور ہو گی۔ یورپ کے میدانوں میں ہوگی اور اپنی ہولناک بربادیوں کے ساتھ پھیل جائے گی۔ جو چیز پردۂ غیب میں ہے اس کے بارے میں حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اور نہ کوئی پیشگوئی کی جاسکتی ہے کہ جنگ کیا لائے گی اور کیا چھوڑ جائے گی۔ جن لوگوں نے پہلی جنگ عظیم میں فتح حاصل کی اور اس کے بعد متمرد ہوگئے۔ پھر نسلِ انسانی کو تقسیم کیا، اور ملکوں کی بندر بانٹ کی۔ انہیں معلوم ہوچکا ہے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور انہیں کہاں پہنچنا ہے۔"

انہیں جنگ کے تھپیڑوں سے محسوس کرنا چاہئیے کہ اس زمانہ میں کوئی سی قوم نہ غلام رکھی جاسکتی ہے اور نہ غلام رہ سکتی ہے۔ ہندوستان آزاد ہوگا، آئندہ جنگ کے دوران آزاد ہوگا۔ جنگ اپنے انجام کو پہنچے گی تو آزاد ہوگا۔ اب اس کی آزادی موقوف و معطل نہیں کی جاسکتی۔ قدرت اپنے فیصلے انسانوں کی خاطر نہیں بدلا کرتی۔ ہندوستان کی آزادی کا فیصلہ عرش کی رفعتوں پر ہو سکتا ہے۔ جو لوگ اب بھی اپنے بیگانوں پر وفاداری کا قشقہ لگا کر اپنی محکومی کی عمر کو طول دینا چاہتے ہیں۔ انہیں اس تعبد کا حق پہنچتا ہے۔ ان کا ضمیر آزادی کی لذت سے آشنا ہی نہیں۔ ان کے لئے ممکن ہے یہ سب فخر و ناز کی پونجی ہو۔ اور وہ اسے توشۂ آخرت خیال کرتے ہیں۔ لیکن اب جو سفینہ ڈوبنے والا ہے وہ ڈوب کے رہے گا اسے بچایا نہیں جاسکتا۔

میں نے اپنی عمر اسی جدوجہد میں بتا دی ہے۔ میں اب عمر کی اس منزل میں ہوں کہ تھک چکا ہوں۔ میرے بالوں میں سفیدی آچکی ہے۔ لیکن بعض دلوں کی سیاہی ابھی تک نہیں دھلی۔ ان کے نزدیک ہم باغی ہیں اور

وہ نہیں جانتے کہ بغاوت کیا ہوتی ہے۔ کیا اپنی آزادی کا مطالبہ کرنا بغاوت ہے۔ اور جب یہ الفاظ وہ لوگ کہتے ہیں جنہیں اپنے ہندوستانی ہونے سے انکار نہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں تو میرا دل کھول اٹھتا ہے۔ میرا دماغ دہکنے لگتا ہے۔ میری زبان انگارے اگلنا چاہتی ہے۔ میں سوچتا ہوں یہی لوگ ہیں جو اپنے ہی ایمان کی جانکنی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ کس زبان سے کہوں کہ ان مادرزاد وفاداروں نے برطانیہ کے عشق میں اپنی جانیں دے کر یا پھر حریت خواہوں کے سر اتار کر قومی آبرو کو مجروح کیا۔ اور حریت کے چہرے پر کالک ملی ہے اب وہی کالک ان کے چہروں کو سیاہ کر چکی ہے۔ اور آزادی کا چہرہ صبح کے سورج کی طرح دمک رہا ہے انہیں سلطنت کے فرزند ہونے پر ناز ہے۔ ہمت ہے تو تاریخ کی رفتار روک لیں۔ تاریخ اس تیزی سے پلٹا کھا رہی ہے کہ انگریز کو ہندوستان خالی کرنا ہوگا اور ہم آزاد ہو کر رہیں گے، مؤذن صبح کی آذان دے چکا ہے اور اب صبح کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا ہے۔" (چٹان جلد ۲۹، شمارہ ۳)

کہروڑ پکا میں شاہ جی کے اولین ساتھی

حاجی نور محمد چوہان رحمۃ اللہ علیہ

حاجی نور محمد چوہان

کہروڑ پکا میں شاہ جیؒ کے اولین ساتھی تھے جن کے بارے میں مفصل مضمون ان شاء اللہ العزیز ترتیب دیا جائے گا، ان کی شخصیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ملتان میں احرار پولیٹیکل کانفرنس منعقدہ ۱۹۳۷ء میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ نے احرار کے خلاف مخالفین کی ہرزہ سرائی کا جواب دیتے ہوئے معاً ڈیوٹی پر موجود سرخ پوش حاجی نور محمد چوہان کو بلا کر اپنے پاس سٹیج پر کھڑا کر دیا اور للکار کر کہا" مجلس احرار کے قائدین پر بکاؤ مال کی پھبتی کسنے والوں کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں اس بے ڈھب واجبی شکل و شباہت والے منحنی اور کالے کلوٹے رضا کار کو (جو دودھ دہی کی معمولی دکان کر کے روزگار پیدا کرتا ہے۔ نہ کوئی جائیداد رکھتا ہے نہ سرمایہ دار ہے) پیش کر کے برملا کہتا ہوں کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور چودھری افضل حقؒ کے اس ادنیٰ رضا کار کو خرید کے دکھا دو۔ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر تم سچے اور ہم جھوٹے، ورنہ جھوٹی تہمتیں لگانے سے باز آ جاؤ اور غضب خداوندی کو دعوت نہ دو!